**Al-SHARQ**
**Vol: 05, Issue:01, Jan-June 2024, pp:31-39**

**OPEN ACCESS**
***Al-SHARQ***
***ISSN (Online): 2710-2475***
***ISSN (Print): 2710-3692***
***www.alsharqjr.com***

# مذہبی انتہا پسندی کے تاریخی پسِ منظر کا ایک جائزہ

# HISTORICAL BACKGROUND OF RELIGIOUS EXTREMISM

***Haseena***
*Ph.D Scholar Abdul Wali Khan University Mardan.*

***Asma Nosheen***
*Ph.D Scholar,Abdul Wali Khan University Mardan.*

***Muhammad Yousaf***
*Ph.D Scholar Abdul Wali Khan University Mardan.*

*Submission: 15-02-2024* *Accepted: 15-03-2024* *Published:30-06-2024*

## Abstract

*The history of extremism is as old as the age of mankind. Therefore, the Qur'an not only pointed out the "transgression" found in the ancient heavenly religions of Judaism and Christianity, but also strictly prohibited it. The reason for this prohibition is that whenever a nation "transgresses" in the religion given by Allah. For example, we see that the Jews "exaggerated" in their enmity with Hazrat Jesus, calling him the son of adultery, a sorcerer and the one who must be killed. He also killed them, God forbid. On the other hand, in the love of Hazrat Isa (AS), Christians elevated him to the level of divinity by declaring him as the son of God, while Islam, unlike these two religions, has presented a moderate position about the personality of Hazrat Jesus (AS) which is mentioned in Surah Maryam. It is present in the initial verses.Like the earlier heavenly religions, the Muslim Ummah also fell victim to "extremism" and extremism. During the time of Prophet Muhammad, when "exaggeration" in good deeds was shown by some people, he strongly disapproved of it and prevented it, as we have described the incident of the three Companions above.*

*Apart from this, in his predictions, the Holy Prophet identified certain violent, bigoted and extremist groups among the Muslims in the future and also described some of their characteristics. In accordance with the predictions of the Holy Prophet, a group had arisen in the Rashidah Caliphate. Because of mutual fights between Hazrat Ali and Hazrat Amir Muawiya, both of them considered the Companions and their companions to be infidels and considered it obligatory to kill them. Have you heard anything from the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him) about the Khawarij? So they replied: I have heard it said, ``And it is a place before Iraq, and a people will come out of it, and they will recite the Qur'an, and they will not be permitted to taraqeem." I heard him say, while he pointed to Iraq with his hand, that a people will emerge from it who will recite the Qur'an but it will not go down their throats." They will leave Islam as quickly as an arrow leaves a bow.*

***KeyWords**: extremism,Quran, transgression, Judaism, Christianity,Allah,God.*

**تعارف:**

انتہا پسندی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ بنی نوع انسان کا دور ہے۔ للذا، قرآن نے نہ صرف قدیم آسمانی مذاہب یہودیت اور عیسائیت میں پائی جانے والی "فساد" کی نشاندہی کی بلکہ اس کی سختی سے ممانعت بھی کی۔ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے دین میں "فساد" کرتی ہے۔ مثال کے طور پر، ہم دیکھتے ہیں کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ سے دشمنی میں "مبالغہ آرائی" کی، انہیں زنا کا بیٹا، جادو گر اور قتل کرنے والا قرار دیا۔ ان کو بھی مار ڈالا، خدا نہ کرے۔ دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محبت میں عیسائیوں نے آپ کو خدا کا بیٹا قرار دے کر الوہیت کے درجے پر فائز کیا جبکہ اسلام نے ان دونوں مذاہب کے برعکس حضرت کی شخصیت کے بارے میں معتدل موقف پیش کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کا ذکر سورہ مریم میں آیا ہے۔ یہ ابتدائی آیات میں موجود ہے۔ پہلے کے آسمانی مذاہب کی طرح امت مسلمہ بھی "شدت پسندی" اور انتہا پسندی کا شکار ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب کچھ لوگوں کی طرف سے نیکیوں میں مبالغہ آرائی کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سختی سے مخالفت کی اور اس سے منع فرمایا جیسا کہ ہم اوپر تین صحابہ کا واقعہ بیان کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشین گوئیوں میں مستقبل میں مسلمانوں میں بعض متشدد، متعصب اور انتہا پسند گروہوں کی نشاندہی کی اور ان کی کچھ خصوصیات بھی بیان فرمائیں۔ حضورؐ کی پیشین گوئیوں کے مطابق خلافت راشدہ میں ایک گروہ پیدا ہوا تھا۔ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی باہمی لڑائیوں کی وجہ سے دونوں نے صحابہ کرامؓ اور ان کے ساتھیوں کو کافر سمجھا اور ان کو قتل کرنا واجب سمجھا۔ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خوارج کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں

نے اسے یہ کہتے سنا ہے کہ ''اور یہ عراق سے پہلے کی جگہ ہے اور اس سے ایک قوم نکلے گی اور وہ قرآن کی تلاوت کریں گے اور ان کو تراکم کی اجازت نہیں ہو گی۔

''میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا کہ اس میں سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔'' وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

مذہبی انتہا پسندی کا تاریخی پسِ منظر موجودہ دور میں کس مذہب میں انتہا پسندی موجود ہے۔

**انتہا پسندی :**

انتہا کا لغوی مطلب اخیر، حد، سرا، انجام، خاتمہ ہے۔انتہا پسندی کا مطلب ہوا کسی چیز یا کام کی انتہا چاہنا، یہ لفظ اعتدال پسندی کی ضد ہے۔اکسی کام میں اس آخری مقام تک پہنچنے کو پسند کرنا، جہاں سے آگے کوئی مقام نہ ہو۔ مذہبی انتہا پسندی کا مطلب یہ ہو کہ مذہبی معاملات میں بالکل آخر تک پہنچنا۔ میرے خیال میں لفظ "غلو" زیادہ مناسب لفظ ہے کیونکہ "انتہا پسندی" اہلِ مغرب کی اصطلاح ہے۔قرآن کریم میں لفظ "غلو" اس استعمال ہوا ہے۔

يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِي دِينِكُمۡ وَلَا تَقُولُواْ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلۡحَقَّ....۲

''اے اہل کتاب ! تم اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کے بارے میں سوائے حق بات کے کچھ نہ کہو۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے :

قُلۡ يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِي دِينِكُمۡ غَيۡرَ ٱلۡحَقِّ....۳

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے : اے اہل کتاب ! تم اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو۔"

**مذہبی انتہا پسندی کا تاریخی پسِ منظر:**

انتہا پسندی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی ابنِ آدم کی عمر ہے۔ چنانچہ قرآن نے قدیم آسمانی مذاہب یہود و نصاریٰ میں پائے جانے والے "غلو" کی نہ صرف نشاندہی کی بلکہ اس سے سختی سے منع بھی فرمایا۔اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی قوم اللہ کے دیے ہوئے دین میں ''غلو'' کا شکار ہوتی ہے تو اس دین کا بیڑہ غرق کر دیتی ہے۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ یہود نے حضرت عیسیٰؑ کی دشمنی میں ''غلو'' کرتے ہوئے اُنہیں ولد الزنا، جادوگر اور واجب القتل قرار دیا اور اپنے گمان میں ان کو قتل بھی کر دیا، معاذ اللہ۔ دوسری طرف حضرت عیسیٰؑ کی محبت میں عیسائیوں نے ان کو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہوئے اُلوہیت کے درجے پر فائز کر دیا جبکہ اسلام نے ان دونوں مذاہب کے برعکس حضرت عیسیٰؑ کی ذات کے بارے میں ایک معتدل مؤقف پیش کیا ہے جو سورۃ مریم کی ابتدائی آیات میں موجود ہے۔

سابقہ آسمانی مذاہب کی طرح اُمتِ مسلمہ بھی ''غلو'' اور انتہا پسندی کا شکار ہوئی۔ رسالت مآب ﷺ کے دور میں ہی بعض اشخاص کی طرف سے جب نیکی میں ''غلو'' کا مظاہرہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس کو سخت ناپسند کیا اور اس سے روکا جیسا کہ تین اصحاب کا واقعہ اوپر ہم بیان کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں آپؐ نے اپنی پیش گوئیوں میں مسلمانوں میں آئندہ بعض متشدد، متعصب اور انتہا پسند گروہوں کی نشاندہی کی اور ان کی بعض صفات بھی بیان کیں۔آپ ﷺ کی پیش گوئیوں کے عین مطابق خلافتِ راشدہ میں ہی ایک ایسا گروہ پیدا ہو چکا تھا جو حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی باہمی لڑائیوں کی وجہ

سے ان دونوں حضرات صحابہؓ اور ان کے ساتھیوں کو کافر قرار دے کر واجب القتل سمجھتا تھا جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت یسیر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ نے سہل بن حنیفؓ سے سوال کیا کہ کیا آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے خوارج کے بارے میں کچھ سنا ہے؟

تو انُہوں نے جواب دیا:

**سمعتہ یقول واھوی بیدہ قبل العراق یخرج منہ قوم یقرؤون القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام مروق السھم من الرمیۃ ۴**

''میں نے آپؐ کو کہتے ہوئے سنا، اس حال میں کہ آپؐ نے عراق کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ اسلام سے اتنی تیزی سے نکل جائیں گے جس طرح کمان سے تیر نکلتا ہے۔''

خوارج کی نیکی، خلوص، تقویٰ اور للّٰہیت میں کسی کو کلام نہیں۔ تاریخی روایات میں ملتا ہے کہ یہ لوگ بہت کثرت سے قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بھی ان کی اس صفت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس گروہ کے تقویٰ کا اندازہ ان کے اس عقیدے سے لگایا جا سکتا ہے جس کے مطابق یہ گناہِ کبیرہ کے مرتکب کو کافر قرار دیتے ہیں۔ بھلا وہ شخص جس کا یہ عقیدہ ہو کہ گناہِ کبیرہ کے ارتکاب سے ایک شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، کیا وہ کبھی گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہو گا؟ لہٰذا خوارج جن کی نیکی اور شریعت پر عمل پیرا ہونے کا یہ عالم ہو، ان کو حضرت سہل بن حنیفؓ نے آپ ﷺ کی اس حدیث کا مصداق قرار دیا ہے۔ اس لیے جس گروہ یا جماعت میں نیکی، خلوص، تقویٰ اور شریعت پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ تو ہو لیکن قرآن وسنت کا علم ناقص ہو تو ایسا گروہ اور جماعت عموماً دین میں ''غلو'' کا شکار ہو جاتی ہے۔

کتاب وسنت میں بھی غلو اور اعتدال سے ہٹ جانے کی ممانعت آئی ہے، خواہ وہ کسی شکل میں بھی ہو عبادات تک میں اعتدال کا سبق ہمیں رسول کریم ﷺ کی ہاں ملتا ہے۔ صحیح مسلم اور احادیث کی متعدد کتب سے ایک روایت ہے:

عن أنس أن نفرا من أصحاب النبی سألوا أزواج النبی عن عملہ فی السر۔ فقال بعضھم: لا أتزوج النساء وقال بعضھم لا آکل اللحم وقال بعضھم: لا أنام علی فراش فحمد اللہ وأثنی علیہ فقال: (ما بال أقوام قالوا: کذا و کذا لکنی أصلی وأنام وأصوم وأفطر وأتزوّج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔ ۵

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ کی ایک جماعت نے آپ ﷺ کی بعض ازواج سے آپ ﷺ کے گھر کے معمولات کے بارے میں پوچھا۔ پھر ان صحابہؓ میں سے ایک نے کہا: میں زندگی بھر شادی نہیں کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں کبھی گوشت نہیں کھاؤں گا۔ تیسرے نے کہا: میں کبھی بستر پر نہیں سوؤں گا۔ (آپ ﷺ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے) پس آپ ﷺ نے اللہ کی تعریف بیان کی اور کہا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، وہ ایسی باتیں کر رہے ہیں جبکہ میں (اللہ کا رسول ﷺ) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں (نفلی) روزہ بھی رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا اور میں نے عورتوں سے شادیاں بھی کی ہیں پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔''

الغرض اسلام اپنی عبادات کے سلسلے میں بھی اعتدال کو پسند کرتا ہے اور نفس کے معاملے بھی اعتدال کا دامن نہیں چھوڑتا۔ چہ جائیکہ دیگر معاملات حیات۔

میری تحقیق کے مطابق اسلام کے سوا جتنے بھی مذاہب ہیں، ان میں انتہاپسندی پائی جاتی ہے۔مثلاً یہودیت کے ہولوکاسٹ کے حوالے سے کسی کو بولنے اور لکھنے کا حق حاصل نہیں، ان کے فقہی مسائل میں جس طرح دیگر اہلِ مذاہب کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں، وہ یقیناً انتہا پسندی پر مبنی ہیں۔ یہی حال ہندوؤں کا ہے۔ماضی قریب میں گجرات کے مسلم کش فسادات میں انھوں نے مذہب کی بنیاد پر جو مظالم ڈھائے، وہ دنیا نے دیکھ لیے ہیں۔چند ماہ قبل بھارت میں ایک مسلمان کو گائے کا گوشت رکھے جانے کے الزام کی پاداش میں قتل کر دیا، مسلمانوں کا تاریخی بابری مسجد ۱۹۹۲ء میں شہید کر دیا گیا۔ عیسائی جو اپنے مذہب کے متعلق بڑے دعوے سے امن و محبت کا پیغام بیان کرتے ہیں، لیکن صلیبی جنگوں کے نتیجے میں اپنے مقبوضہ علاقوں میں انھوں نے جس بے دردی سے مسلمانوں کا قتلِ عام کیا، کتبِ تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہیں۔اسی طرح سپین میں ان امن کے دعویداروں نے اہلِ اسلام کے ساتھ کیا کیا، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔گوتم بدھ کے پیروکاروں نے پچھلے کئی سالوں کے دوران برما میں جس طرح مسلمانوں کا قتلِ عام کیا، اس کو دنیا دیکھ چکی ہے۔ یہی حال سکھوں کا بھی ہے۔ چنانچہ ایک اسلام ہی ہے، جو نہ صرف امن کی دعوت دیتا ہے، بلکہ امن کے قیام کی راہ میں جو جو رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں، انھیں بھی ہٹاتا ہے۔شریعتِ اسلامی کے تحت حدود اور سزائیں مقرر ہیں تاکہ انسانی جان و مال و آبرو و نسل و دین محفوظ رہیں۔اسلام کے سوا کوئی بھی اپنی امن پسندی کے ثبوت نہیں دے سکتا، بجائے اس کے دنیا انھیں مظلوم قرار دے، اہلِ عالم نے مسلمانوں کے ساتھ دہشت گردی، شدت پسندی، بنیاد پرستی کے نام لگا دیے ہیں۔اس سے بڑھ کر ان کی اعتدال پسندی اور رواداری کی اور مثال کیا ہو گی ہندوستان پر تقریباً ہزار سال تک حکومت کی لیکن چونکہ اسلام کو زبردستی منوانا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، اس لیے آج بھی مسلمان وہاں اقلیت میں ہیں۔ورنہ اگر وہ اسلام کو زور زبردستی پھیلاتے تو آج ہندوستان میں مسلمانوں کی اکثریت ہوتی، اس کی بجائے مسلمانوں نے کچھ اپنے اعلیٰ اخلاق و کردار سے اور کچھ صوفیا کی تبلیغ سے اور سب سے بڑھ کر اسلام کی پرکشش تعلیمات کی بدولت اسلام ہندوستان میں پھیلا۔

**مذہبی انتہاپسندی کے اسباب اور نقصانات:**

مذہبی انتہاپسندی کے کئی اسباب ہیں۔ان میں ایک مذہبی رواداری، برداشت، دوسروں کی رائے کو سننے اور ان کا دلیل و برہان سے جواب دینے کا فقدان ہے۔قرآن حکیم ہمیں ایک عمدہ اصول سکھاتا ہے جس پر عمل کر کے ان اسباب کو ختم یا کم سے کم کیا جا سکتا ہے۔اور وہ اصول ہے:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ۔۔۔ الخ (سورۃ ال عمران ۳:۶۴)

ترجمہ: کہہ دیجیے (اے نبی ﷺ) کہ اے اہلِ کتاب آؤ اس کلمے کی طرف کو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور نہ ہی اللہ کے سوا اپنوں میں سے بعض کو اپنا رب بنائیں گے۔۔۔ الخ

اس اصول پر عمل کر کے مذہبی انتہاپسندی کو قابو کیا جا سکتا ہے۔ مسلمانوں کی بدقسمتی ہی کہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے بہت سے گروہ ہیں، جو مسلک اور اختلافی مسائل پر ایک دوسرے کے ساتھ معاندانہ رویہ رکھتے ہیں۔ ٹھوس تاریخی تجزیے پر علمی اختلاف کرنا اور تحقیق میں آزادی کی روش اختیار کرنا ایک معاشرے کے شعوری ارتقا اور روحانی ترقی کے لیے

از بس ضروری ہے۔ جہاں علمی اختلاف کو تعصب کا رنگ دے کر کفر کے فتوے لگائے جائیں اور معاملہ قتل و غارت تک پہنچ جائے۔ چنانچہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شیعہ و سنی مکالمہ ہو یا بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث کے درمیان بحث و مباحثہ، اسے صرف علمی مباحثہ و مکالمہ تک ہی محدود رہنا چاہیے اور اس کی بنیاد پر تشدد کی کوئی پالیسی اختیار کرنا یا اپنی اجتہادی آرا کو دوسروں پر جبراً ٹھونسنا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے جو پورے اسلامی معاشرے کے لیے شدید نقصان دہ ہے۔

اس لیے اگر درج بالا حکم الٰہیہ پر صحیح طریقے عمل کیا جائے، تو نہ صرف اندرونی خلفشار ختم ہو سکتی ہے، بلکہ دیگر مذاہب کے ساتھ بھی اچھے روابط رکھے جاسکتے ہیں، تاکہ ان تک اسلام کا صحیح پیغام پہنچایا جائے۔ اگر مختلف مذاہب کے ماننے والے تعصب کی عینک اتار کر دیکھیں تو تقریباً تمام ادیان میں کچھ نہ کچھ چیزیں مشترک ہیں اور اس سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ ان میں اب بھی کچھ ایسی باتیں موجود ہیں، جس کا منبع ایک ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی۔ گیتا، انجیل اور تورات میں نبی آخر الزماں ﷺ کی آمد کا ذکر موجود ہے، بلکہ رسولِ کریم ﷺ کے اصحاب کرام کا بھی ذکر ہے:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ۔۔۔الخ[۶]

یہ کہ ان عظیم دوستوں کے حالات وواقعات تورات اور انجیل میں بھی بیان ہوئے ہیں۔

اسی کم فہمی اور ایک دوسرے کو برداشت نہ کرنے اور حقیقت تک رسائی نہ کرنے وجہ سے گلوبل ویلج بننے کے باوجود انسان، انسان سے دور ہوتا جارہا ہے۔ جگہ جگہ لوگوں کا خون بہایا جارہا ہے، نفرتیں بڑھ رہی ہیں۔ اور جس نکتے پر لوگوں کو باہم جمع کیا جاسکتا ہے، اس کے لیے لوگ تیار نہیں ہیں۔ اس مذہبی انتہا پسندی نے کچھ دوسری قوتوں کو مستحکم و متحرک کر دیا ہے، جو لادینیت کے لیے کام کرنے رہے ہیں۔ وہ ان مذاہب کو ختم کر کے اخلاقیات کی اس عمارت کو مکمل طور پر زمین بوس کرنا چاہتے ہیں۔ ان قوتوں کو دنیا میں بڑی تیزی سے کامیابی مل رہی ہے۔ ہندوستان میں ہندومذہب اور یورپ میں عیسائی مذہب اس لادینیت سے شکست کھا چکا ہے۔ دوسرے مذاہب بھی عملاً شکست خوردہ ہیں، صرف اسلام ہی ہے، ان قوتوں کا مقابلہ کر تن تنہا مقابلہ کر رہا ہے۔ سیکولر نظریے کو فروغ ملنے کی وجہ یہی دشمنی اور آپس کی عدم برداشت ہے۔ لہٰذا مذاہب کے علم برداروں کو ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیے۔ آپس کے جھگڑوں کی بجائے جن باتوں ان کا اتفاق قائم ہے، ان پر عمل کرنا چاہیے۔ ورنہ مادر پدر آزاد اور برہنہ تہذیب کے علم بردار ان کو ختم کردیں گے۔ ان کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عدم برداشت لوگوں کو مذہب سے متنفر کر رہی ہے۔

### اسلام اور مذہبی انتہا پسندی:

اس میں شک نہیں کہ اسلام ایک اعتدال پسند مذہب ہے، اور وہ تمام تعلیمات میں اپنے اس وصفِ خاص میں ممتاز نظر آتا ہے، جہاں تک انتہا پسندی کا تعلق ہے اسلام اس کے دونوں جوانب کے خلاف ہے، اس انتہا پسندی کے بھی جس کے پہلو سے دہشت گردی جنم لیتی ہے، اور جہاں پہنچ کر عدل وانصاف کے تمام تقاضے رخصت ہو جاتے ہیں صرف ایک جنون باقی رہ جاتا ہے۔ آج جہاں کہیں بھی دہشت گردی نظر آرہی ہے وہ اسی جنون کے مختلف مظاہر ہیں، اسلام کو وہ انتہا پسندی بھی مطلوب نہیں جو کسی فرد یا قوم کو انتہائی بزدل بنادیتی ہے اور اس میں اتنی صلاحیت یا اتنا حوصلہ اور اتنی سکت بھی باقی نہیں

رہتی کہ وہ اپنا حق لے سکے یا اپنا دفاع کر سکے۔ اسلام کی اعتدال پسندی یہ ہے کہ وہ اپنی جان ومال، اور دین ووطن کے دفاع اور تحفظ کے لئے سینہ سپر رہنے کی تلقین بھی کرتا ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ کسی فرد یا قوم سے کسی دوسرے فرد یا قوم کو بلا قصور کوئی تکلیف نہ پہنچے۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری آسمانی دین کو جن بے شمار خصوصیات اور امتیازات سے نوازا ان میں ایک وصفِ خاص اور ایک طرّہ امتیاز یہ ہے کہ اس کا ہر حکم معتدل اور متوسط ہے اور افراط و تفریط سے پاک ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا۔۔۔الخ،

ترجمہ: ''اور اسی طرح ہم نے تم کو متوسط اور معتدل امت بنایا ہے۔''

وسط اور اعتدال دونوں کا مفہوم تقریباً ایک ہی ہے، ائمہ لغت نے وسط کے معنی لکھے ہیں الخیار والاعتدال من کل شی ''ہر شی کا بہترین اور درمیانی حصہ وسط ہے''، بعض لغوی ننے وسط کی تعریف کی ہے: الخیار والاعلی من کل شی ہر چیز کا بہترین اور اعلیٰ پہلو وسط کہلاتا ہے۔ لغت تصریحات کے مطابق اعتدال اور توسط کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ کسی چیز کے دو متضاد و بالمقابل پہلوؤں کے درمیان کا حصہ اس طرح اختیار کیا جائے کہ ان دونوں پہلوؤں میں سے ایک دوسرے پر غالب نہ آئے اور کسی بھی مرحلے میں افراط یا تفریط کا احساس نہ ہو۔

ہاتھ پاؤں، آنکھ، ناک سب اپنی اپنی جگہ متوازن ہیں، قدو قامت بھی معتدل ہے، نہ اسے انتہائی پستہ قد بنایا کہ اپنی زندگی کا بوجھ بھی نہ اٹھا سکے بلکہ خود دوسروں کے لئے بوجھ بن جائے اور نہ اتنا طویل القامت بنایا کہ چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا دوبھر ہو جائے۔ اللہ کو طرح کی تخلیق پر قدرت حاصل ہے وہ کسی انسان کو انتہائی پستہ قد بھی بنا سکتا ہے اور انتہائی طویل قامت بھی، لیکن اس نے عام طور پر انسان کے قد سے لے کر اس کے اعضاء بدن تک ہر چیز کو حد اعتدال میں رکھ کر یہ تعلیم دی ہے کہ خالق کائنات ہر شعبہ زندگی میں اعتدال اور میانہ روی دیکھنا چاہتا ہے۔ ظاہری اعضاء بدن سے ہٹ کر دیکھیں، انسان کی طبیعت اور اس کا مزاج بھی معتدل بنایا گیا ہے۔ ذرا حدّ اعتدال سے انحراف ہوا جسمانی نظام میں اختلال واقع ہوا۔ میڈیکل سائنس یہ بات تسلیم کرتی ہے کہ انسان کی صحت مزاج کے اعتدال پر موقوف ہے، جب تک اس کا مزاج معتدل رہتا ہے وہ صحت مند رہتا ہے اور جوں ہی مزاج کے اعتدال میں فرق پڑتا ہے جسمانی صحت متاثر ہو جاتی ہے اور مختلف عوارض انسانی بدن کو گھیر لیتے ہیں۔ انسان کا بدن چار اختلاط خون، بلغم، سودائی، صفراء سے مرکب ہے، اسی طرح اس کے اندورنی نظام میں چار کیفیات گرمی، سردی، خشکی اور تری کا ہونا ضروری ہے، جب بھی ان چاروں اختلاط میں سے کوئی خلط یا ان چاروں کیفیات میں سے کوئی کیفیت کمی یا زیادتی کی طرف مائل ہوگی صحت کا نظام مختل ہو جائے گا۔ اسلام کا یہ وصف اعتدال ہمیں تمام تعلیمات میں نظر آتا ہے خواہ وہ تعلیمات عملی ہوں یا اعتقادی ہوں، خواہ ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاشرت سے، ہر معاملے میں اسلام یہی کہتا ہے کہ اعتدال اور میانہ روی اختیار کرو، اگر آپ تخلیقِ کائنات پر نظر ڈالیں تو ہمیں ہر چیز میں اعتدال اور توازن نظر آئے گا، مثال کے طور پر زمین کو دیکھئے کہ یہ اس قدر سخت بھی ہو سکتی تھی کہ نہ اسے کھودا جا سکتا، نہ اس میں کاشت کی جا سکتی، نہ اس میں سے پانی اور دوسرے ذخائر نکالے جا سکتے، اور اتنی نرم بھی ہو سکتی تھی کہ قدم جمانا دوبھر ہو جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے نرمی اور سختی کے درمیان متوازن بنایا۔ اب ہم اس پر آآسانی

کے ساتھ چل پھر سکتے ہیں، اس کے سینے پر بڑی بڑی عمارتیں بنا کر کھڑی کر دیتے ہیں، دوسری طرف اس میں اتنی نرمی بھی رکھ دی کہ انسان اپنی ضرورت کی چیزیں اس سے پیدا کر سکے اور جو کچھ اللہ نے اس کے اندر ودیعت فرمادیا ہے اسے باہر نکال سکے۔ خود انسان کی تخلیق بھی اسی اعتدال اور توازن کا مظہر ہے۔ اس کے ہر ہر پہلو سے کمال اعتدال نمایاں ہے۔

**مکالمہ بین المذاہب کی حیثیت :**

موجودہ حالات میں مذاہب کی بنیاد پر لڑائی جھگڑوں کو ختم کرنے کے لیے مکالمہ بین المذاہب کے نام سے کام شروع کیا گیا ہے۔ تاکہ اس طریقے سے مذاہب کے درمیان اختلاف، اختلاف ہی رہے اور جنگوں تک نوبت نہ پہنچے۔ مختلف ممالک میں مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔ اگر مسائل پر کام نہیں کیا گیا، تو ملک کے اندر اختلافِ مذہب کی بنیاد پر ایک بڑا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔ مکالمہ بین المذاہب سے ہر شخص کو اپنے اور دنیا کے دیگر مذاہب کے بارے میں معلوم ہو جائے گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا مذہب اسلام ہے اور حیرت کی بات یہ کہ میڈیا اسلام دشمن لوگوں کے ہاتھ میں ہے، اس پر مستزاد یہ کہ فلموں، ڈراموں اور دیگر پروگرامات کے ذریعے اسلام کو بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کر رہے، دوسری طرف دنیا کے جس کونے میں بھی دہشت گردی کا کوئی واقعہ رونما ہو جائے، اسے فوراً اسلام اور مسلمانوں کے جوڑ دیا جاتا ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود اسلام کا تیزی سے پھیلنا اس کی حقانیت کی دلیل ہے۔ حالانکہ دنیا میں کہیں اسلامی حکومت قائم ہے۔ اس سے یہ بات بالکل واضح و مبیّن ہوگئی، کہ یہ اسلامی تعلیمات کا اپنا مقناطیسی اثر ہے۔ چنانچہ مکالمہ بین المذاہب سے دیگر فوائد کے علاوہ یہ فائدہ ہوگا کہ دینِ اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان مشترک پہلو معلوم ہو جائیں گے اور اس سے اسلام کی دعوت کی حکمتِ عملی تیار ہو جائے گی۔ مکالمہ بین المذاہب کے ذریعے برداشت کی فضا کو قائم کیا جائے۔ تقابلِ ادیان کے جو کورسز مختلف دینی مدارس اور جدید یونیورسٹیوں میں پڑھائے جارہے ہیں۔ انھیں بالعموم متعصبانہ انداز میں لکھا جاتا ہے اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مصنف کے مذہب کی برتری کو بھونڈے سے انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔ دیگر مذاہب کی منفی باتوں کو بیان کیا جاتا ہے اور اس مذہب کے مثبت پہلوؤں کو نظرانداز کر کے اپنے مذہب کے مثبت پہلوؤں کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ اس سے قوم پرستی کے جذبے کی تسکین تو ہو جاتی ہے، مگر دعوتِ دین کے لیے یہ اسلوب نہایت ہی غیر موزوں ہے۔ اس سے نہ تو دیگر مذاہب کا صحیح فہم حاصل ہو سکتا ہے، اور نہ ہی اسلام کی دعوت کے لیے کوئی مناسب حکمتِ عملی تیار کی جاسکتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم دیگر مذاہب کا نہایت ہی بے تعصبی سے غیر جانبدارانہ بلکہ ہمدردانہ مطالعہ کریں، تاکہ صحیح فہم حاصل کرنے کے بعد ان کے سامنے اسلام کا مثبت تعارف پیش کر سکیں۔ اس سے دنیا میں دیرپا امن قائم ہوگا، کیونکہ امن قائم کرنے کا فارمولا اسلام کے پاس ہے۔ مکالمہ بین المذاہب میں اس بات پر بھی روز دیا جانا چاہیے، کہ مسلمانوں کے مسائل کے حل کی طرف پیش قدمی جائے۔ دہشتگرد ہر اس شخص کو کہا جائے جو دہشتگردی کریں، نہ کہ صرف اسلام اور مسلمان کو ہدف بنایا جائے۔ حجاب اگر گرجوں کی راہبائیں (Nuns) کریں تو ان کے بارے میں انتہا پسندی کے فتوے جاری نہیں ہوتے لیکن مسلمان عورت حجاب کی وجہ سے ان متعصب لوگوں کی انتہا پسندی کا شکار ہوتی ہے۔ داڑھی، پگڑی اگر مسلمان کا ہو تو ان پر دہشت گردی کا ٹپہ لگانے کے لیے کافی ہے اور اگر دیگر مذاہب کے لوگوں کا ہو تو ان کے لیے معاملہ الٹ ہے۔ یہ ایک مثال ہے، اس قسم کی

بہت سی مثالیں موجود ہیں، جن میں مسلمانوں کے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔دیگر مذاہب کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعدجو باتیں اسلامی تعلیمات سے نہیں ٹکراتیں، ان کوروبہ عمل لانے کو شش کی جائے۔اس سے امید جاسکتی ہے کہ دنیا کوایک پرامن اور روادارانہ ماحول میسر آسکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

## حوالہ جات(References)

1۔ فیروزالدین، مولوی، فیروزاللغات، فیروز سنز (پرائیویٹ لمیٹڈ) لاہور، سن اشاعت ندارد، ص۱۲۶۔

2۔ سورۃالنساء، ۴:۱۷۱۔

3۔ سورۃالمائدۃ، ۵:۷۷۔

4۔ صحیح البخاری، جزء۹، ص۱۷، رقم الحدیث: ۶۸۳۴۔

5۔ صحیح مسلم، جزء ۲، ص۱۰۲۰، رقم الحدیث: ۱۴۰۱۔

6۔ سورۃالفتح، ۴۸: ۲۹۔

7۔ سورۃالبقرۃ، ۲: ۱۴۲۔

8-Ayub, Shahzada Imran, Saad Jaffar, and Asia Mukhtar. "ENGLISH-CHALLENGES CONFRONTED BY CONTEMPORARY MUSLIM WORLD AND THEIR SOLUTION IN THE LIGHT OF SEERAH." *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 6, no. 1 (2020): 379-409.

9-Adil, Muhammad, and Dr Sardar Muhammad Saad Jaffar. "Role Of Religious Parties In Legislation In Parliament Of Pakistan (2013-18): A Critical Analysis." *Webology* 18, no. 5 (2021): 1890-1900.

10-Jaffar, Saad. "Syeda Sadia Ghaznavi On The Holy Prophet As A Psychologist And Educationist." *Journal of Positive School Psychology* 6, no. 8 (2022): 7762-7773.

11-Jaffar, Dr Saad, Dr Muhammad Waseem Mukhtar, Dr Shazia Sajid, Dr Nasir Ali Khan, Dr Faiza Butt, and Waqar Ahmed. "The Islamic And Western Concepts Of Human Rights: Strategic Implications, Differences And Implementations." *Migration Letters* 21 (2024): 1658-70.

12-Butt, Sadaf. "HUSSAIN: A SYMBOL OF RESISTANCE TO AUTHORITARIANISM: A REVIVAL OF ISLAM IN THE LIGHT OF IQBAL'S POETRY." *International" Journal of Academic Research for Humanities"* 2, no. 3 (2022): 9-16.

13-Idoko, Patricia Enedudu. "Practical Mysticism in Islam and Christianity: A Comparative Study of Rabia al-Adawiyya and Catherine of Genoa." *Religions* 15, no. 9 (2024): 1030.